سلسلہ
مواعظ حسنہ
۵۳

محبوبِ الٰہی

بننے کا طریقہ

عارف باللہ حضرتِ اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

سلسلہ

مواعظِ حسنہ نمبر- ۵۳

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۴۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصنیفات وتالیفات مُرشدنا ومولانا

محی السنہ حضرتِ اقدس شاہ ابرارُالحق صاحب دامت برکاتہم

اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی صحبتوں کے فیوض وبرکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ تَعَالٰی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ
مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

اِس وقت قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی گئی اور ایک حدیث پیش کی گئی جو وضو کے بعد سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پڑھی ہے اور تعلیم فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ایک راستہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :
(اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ الخ)

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے ، ان سے محبّت کرتا ہے اور آئندہ بھی محبّت کرتا رہے گا۔ جب تک تم توبہ کے کیمیکل اور توبہ کے فعل کا اہتمام رکھو گے جب تک تم دائرہ توبہ میں رہو گے، تب تک میرے

دائرۂ محبوبیت میں رہو گے لیکن جو توبہ چھوڑ دے گا تو محبوبیت کے دائرہ سے اس کا خروج ہو جائے گا اس لئے ماضی میں جو غلطیاں کر چکے ان سے توبہ کر لو تو میرے محبوب ہو جاؤ گے لیکن آئندہ کے لئے اگر شیطان وسوسہ ڈالے کہ تم پھر یہ خطا کرو گے کیونکہ تمھاری تو بہت پرانی عادت پڑی ہوئی ہے تو آئندہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُمید دِلا دی کہ ہم ایسا صیغہ نازل کر رہے ہیں یعنی مضارع جس میں حال بھی ہے اور مُستقبل بھی لہٰذا تم گھبرانا مت کہ اگر آئندہ بھی تم سے خطا ہوگی اور تم مُعافی مانگو گے تو ہم تمھاری توبہ کو قبُول کریں گے اور دائرۂ محبوبیت سے تمُھارا خروج نہیں ہونے دیں گے۔ ہم تمھاری خطاؤں کی مُعافی کے ذمّہ دار اور کفیل ہیں کیونکہ توبہ کرنے والوں سے ہم محبّت کرتے ہیں۔ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ فرمایا یَرْحَمُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، یَغْفِرُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، یَرْزُقُ التَّوَّابِیْنَ نہیں فرمایا، اللہ تعالیٰ کے جتنے صفاتی نام ہیں سب کو نظر انداز فرما کر صِرف صفتِ محبّت کا ارشاد ہوا کہ ہم تم سے محبّت کرتے ہیں اور آئندہ بھی محبّت کرتے رہیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ محبّت میں سب کچھ ہے کسِی نعمت کا اس سے خروج نہیں ہے، ہر نعمت اس میں شامل ہے، اس میں رحمت بھی شامل ہے، مغفرت بھی شامل ہے، رزاقیت بھی شامل ہے۔ جو آدمی پیارا ہو جاتا ہے تو ہر ایک اپنے پیارے کو سب کچھ دیتا ہے، پیارے کو پیاری چیز دیتا ہے اور ہر غیر پیاری چیز سے بچاتا ہے۔ یُحِبُّ فرمایا کہ محبّت میں سب نعمتیں شامل ہیں کہ توبہ کی برکت سے ہم تم کو تمام نعمتوں سے نوازیں گے اور جو چیزیں نُقصان دہ ہیں یا زوالِ نعمت کے اسباب ہیں ان سے تمُھاری

حفاظت کریں گے۔ پیاروں کو پیاری چیز دیں گے اور غیر پیاری سے بچالیں گے۔
لیکن توبہ کب قبول ہے؟ قبولِ توبہ کی چار شرائط ہیں۔

قبولِ توبہ کی شرائط

(شرح مسلم للنووی ج ۲، باب التوبۃ)

① اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ توبہ کی قبولیت کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس گناہ سے ہٹ جاؤ۔ یہ نہیں کہ توبہ توبہ کررہے ہیں اور دیکھے بھی جارہے ہیں کہ صاحب کیا کروں مجبور ہوجاتا ہوں، موہنی شکل دِل موہ لیتی ہے۔ خوب سمجھ لیں کہ ارتکابِ گناہ کے ساتھ توبہ قبول نہیں۔ پہلے گناہ سے الگ ہوجاؤ پھر توبہ کرو خواہ نفس کتنا ہی الگ نہ ہونا چاہے۔ جِس طرح بکری بھوسی دیکھ کر اس پر گرتی ہے جب تک کان پکڑ کر الگ نہ کرو، اِسی طرح خود اپنا کان پکڑ کر الگ ہوجاؤ۔ نفس پر سوار رہو، نفس کی سواری مت بنو۔

② اَنْ یَّنْدَمَ عَلٰی فِعْلِھَا اس گناہ پر دِل میں ندامت پیدا ہوجائے اور ندامت کے کیا معنیٰ ہیں۔ صاحبِ روح المعانی فرماتے ہیں۔

(اَلنَّدَامَۃُ ھِیَ تَاَلُّمُ الْقَلْبِ)

قلب میں الم اور دُکھ پیدا ہوجائے کہ آہ میں نے کیوں ایسی نالائقی کی اور جس کو اپنی نالائقی اور کمینہ پن کا احساس نہ ہو وہ ڈبل کمینہ ہے۔ ندامت نام ہے کہ دِل دُکھ جائے، دِل میں غم آجائے، اور توبہ کر کے رونے بھی لگو تاکہ نفس میں جو حرام مزہ آیا ہے وہ نکل جائے جیسے چور چوری کا مال تھانے میں جمع کر دے اور آئندہ کے لئے ضمانت دے کہ اب کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا تو سرکار اس کو

مُعاف کر دیتی ہے۔ اشکبار آنکھوں سے استغفار کرنا گویا سرکار میں اپنا حرام مال جمع کرنا ہے، جو حرام لذّت آئی تھی اس کو گویا واپس کر دیا کہ اللہ مُعاف فرما دیجئے۔

(۳) اور تیسری شرط ہے اَنْ یَعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِهَا اَبَدًا۔ پکا ارادہ کرے کہ اب دوبارہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

(۴) فَاِنْ کَانَتِ الْمَعْصِیَةُ تَتَعَلَّقُ بِاٰدَمِیٍّ فَلَهَا شَرْطٌ رَابِعٌ وَهُوَ رَدُّ الظَّلَامَةِ اِلٰی صَاحِبِهَا اَوْ تَحْصِیْلُ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ[1] اگر اس معصیت کا تعلّق کسی آدمی سے ہے تو توبہ کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اہلِ حق کو اس کا حق واپس کرے یا اس سے مُعاف کرائے۔ یہ نہیں کہ مسجد کے وضو خانے سے گھڑی اُٹھالی اور کہہ رہے ہیں کہ اللہ میاں مُعاف کر دو، آئندہ کبھی چوری نہیں کروں گا لیکن یہ سوئٹزرلینڈ کی گھڑی ہے، سٹینزن ہے، یہ مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے، اس کو واپس نہیں کروں گا، اس بار مُعاف کر دو۔ تو ہرگز مُعافی نہیں ہوگی، مال واپس کرو۔

توبہ کی یہ چار شرطیں ہیں، تین شرطیں اللہ کے حقوق ہیں اور چوتھی شرط بندوں کا حق ہے۔ ان شرطوں کے ساتھ توبہ کرنے سے آپ اللہ کے محبوب ہو جائیں گے۔

خوفِ شکستِ توبہ اور عزمِ شکستِ توبہ کا فرق

لیکن جب پکّا ارادہ کر لو گے کہ اب یہ گُناہ نہیں کروں گا تو شیطان ایک وسوسہ ڈالے گا کہ تم تو بارہا ایسی توبہ توڑ چکے ہو، جب کوئی ایسی چیز سامنے آتی ہے جس کو دیکھنا منع ہے تو تم کو کچھ یاد نہیں رہتا، ماضی کی توبہ کا تصوّر بھی نہیں ہوتا تو اس کو یہ جواب دے دو کہ اس وقت میں پکّی توبہ

[1] شرح النووی علی الصحیح للامام مسلم ج ۲ ص ۵۶ / ص ۳۵۴

کر رہا ہوں لیکن آئندہ کیا ہوگا تو آئندہ کے لئے مجھے خوفِ شکستِ توبہ تو ہے مگر میں شکستِ توبہ کا عزم اور ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔ خوفِ شکست توبہ اور ہے اور عزمِ شکستِ توبہ اور ہے۔ خوف میں اور عزم میں فرق ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ دِل ڈرتا ہے کہ کہیں میری توبہ نہ ٹوٹ جائے اور ایک یہ ہے کہ دِل میں اِرادہ کر رہا ہے کہ میں ضرور گُناہ کروں گا، اس کام کو کرنا ہی ہے، اپنی شیطانیت سے باز نہیں آؤں گا، گُناہ کی گٹرلائنوں سے خروج اور (Exit) نہیں کروں گا، ہم تو گُو کے کیڑے ہیں، ہم عالمِ تقدُّس میں کہاں جا سکتے ہیں، پیشاب پاخانے کی نالیوں سے خروج کا ہمارا اِرادہ ہی نہیں ہے۔ یہ ہے عزمِ شکستِ توبہ اور دل کا ڈرنا کہ کہیں پھر میری توبہ نہ ٹوٹ جائے وہ خوفِ شکستِ توبہ ہے۔ یاد رکھئے یہ علمِ عظیم اللہ تعالٰی نے عطا فرمایا کہ خوفِ شکستِ توبہ اور ہے اور عزمِ شکستِ توبہ اور ہے۔ بڑے بڑے لوگوں سے پُوچھو تو بدونِ فضلِ الٰہی اس کا جواب مشکل ہو جائے گا۔ توبہ کرتے وقت خوفِ شکستِ توبہ تو اپنے ضعف کا اعتراف اور عین عبدیت ہے بلکہ عبدیت کی معراج ہے کہ میرا بندہ توبہ تو کر رہا ہے لیکن اپنے ضعف سے ڈر بھی رہا ہے کہ کہیں توبہ ٹوٹ نہ جائے لہٰذا بوقتِ توبہ خوفِ شکستِ توبہ تو ہو لیکن عزمِ شکستِ توبہ نہ ہو، توبہ توڑنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کی توبہ قبُول ہے اور اللہ سے دُعا بھی کرے کہ مُجھ کو میرے دستُ بازو کے حوالہ نہ فرمایئے کہ

یہ بازو مرے آزمائے ہُوئے ہیں

آپ میری مدد اور دستگیری فرمایئے اور استقامت نصیب فرمایئے کہ کسی خوش قامت کے سامنے میری استقامت متاثر نہ ہو۔ بتایئے یہ کیسی اردو ہے

میری اردو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اگر دِلّی اور لکھنؤ کے اہلِ زبان یہاں ہوتے تو آپ دیکھتے کہ وہ کیسی قدر کرتے۔ لیکن اللہ سے دُعا مانگو، اصلی قدر یہ ہے۔

آیت شریفہ میں دوبار یُحِبُّ نازل ہونے کا راز

تو اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

(اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ)

کہ اللہ تعالیٰ محبُوب رکھتے ہیں تَوَّابِیْنَ کو اور محبُوب رکھتے ہیں مُتَطَہِّرِیْنَ کو یعنی توبہ کرنے والوں کو بھی اللہ محبُوب رکھتا ہے اور طہارت میں مبالغہ کرنے والوں، نجاستوں سے خُوب احتیاط کرنے والوں کو بھی محبُوب رکھتا ہے۔ عربی گرامر کے لحاظ سے یہاں عطف جائز تھا کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَالْمُتَطَہِّرِیْنَ، دوبار یُحِبُّ نازل کرنا ضروری نہیں تھا مگر اس میں زبردست معنویت اور اللہ تعالیٰ کا زبردست پیار ہے کہ دوبارہ یُحِبُّ کو داخل کیا۔ یہ حق تعالیٰ کے کلام کا کمال بلاغت ہے کہ محبّت کی فراوانی اور دریائے محبّت میں طغیانی کے لئے ایک یُحِبُّ کی نِسبت تَوَّابِیْنَ کی طرف فرمائی کہ اللہ تَوَّابِیْنَ کو محبُوب رکھتا ہے اور دوسرے یُحِبُّ کی نسبت مُتَطَہِّرِیْنَ کی طرف فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مُتَطَہِّرِیْنَ کو بھی محبُوب رکھتا ہے۔ اپنے بندوں کی توابیت اور متطہریّت ان دو اداؤں پر ان کو اپنا محبُوب بنانے کا عمل نازِل کرتا ہوں۔ یہ وجہ ہے دوبار یُحِبُّ نازل کرنے کی۔ سُبحان اللہ! واہ رے محبُوب تعالیٰ شانہٗ کیا شان ہے آپ کی!

جفاکاریاں اور بیوفائیاں سب روح کی بدولت ہیں۔ اگر میں تمھاری روح قبض کر لوں تو تم کوئی گُناہ نہیں کر سکتے۔ تُمھارا سَبَبِ حیات روح ہے تو تم سَبَبِ حیات کی کیوں فِکر نہیں کرتے۔ جب تم اللہ کی نافرمانی سے بچو گے تو کتنی حیات تم پر برس جائے گی۔

محبُوبِ الٰہی بنانے والی دُعا

تو مُتَطَہِّرِیْن بابِ تفعّل سے نازل ہونے کا یہ علمِ عظیم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا لیکن اس میں ایک علمِ عظیم اور ہے کہ حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تَوَّابِیْن اور مُتَطَہِّرِیْن کو محبُوب رکھتے ہیں تو آپؐ کی رحمت متقاضی ہوئی کہ وضو کے آخر میں یہ دُعا اپنی اُمّت کو سکھادی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ)

دیکھئے جو اسلوب نزولِ قرآنِ پاک کا ہے اُسی اسلوب پر یہ دُعا سکھائی گئی اور قرآن پاک میں جو دو لفظ تَوَّابِیْن اور مُتَطَہِّرِیْن نازل ہوتے وہ اس دُعا میں آگئے۔ اس وقت قرآن پاک کی آیت اور ایک حدیث کا ربط پیش کر رہا ہوں اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے ورنہ قرآن پاک کی آیت کہیں ہے اور حدیث پاک کہیں ہے۔ اگر اللہ کا کرم نہ ہو تو ذہن اس طرف نہیں جا سکتا۔ تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا احسانِ عظیم ہے، شفقت اور رحمت کا اُمّت پر نزول ہے کہ وضو کے آخر میں یہ دُعا سکھادی کہ تم اب اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے والے ہو اے میری اُمّت کے لوگو! نماز میں جب تم اپنے مولیٰ کے سامنے کھڑے ہو تو

یہ دُعا پڑھ کر حاضری دو تاکہ حالتِ محبُوبیت میں تمُھاری پیشی ہو اور میری اُمت کا کوئی فرد اس دُعا کی بدولت اس دُعا کی برکت سے محروم نہ رہے، نہ توابیّت سے محروم رہے، نہ متطہریّت سے محروم رہے۔ دونوں نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر کائنات کے ہر ذرّہ کی تعداد میں کروڑہا کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے کہ اس رحمۃ للعٰلمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمارے اوپر مہربانی کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا کہ تم یہ دُعا مانگتے رہو کہ اللہ مجھے تَوَّابِیْن میں داخل فرما اور مُتَطَہِّرِیْن میں بنا لے یعنی ایسی توفیق دے دے کہ ہم آپ کی راہ کا غم اُٹھالیں۔ غمِ لیلیٰ کو طلاق دے دیں اور غمِ مولیٰ کو سرآنکھوں پر رکھیں کیوں کہ غمِ لیلیٰ کا آخری انجام پیشاب اور پاخانہ کی نالیوں سے مرُور اور عبور ہے اور غمِ مولیٰ کا انعام انواراتِ الٰہیّہ اور تجلّیاتِ الٰہیّہ کا سُرور ہے۔ اب خود فیصلہ کرلو کہ تم اپنی رُوح کو تجلّیات میں چاہتے ہو یا گٹرلائنوں میں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ

کی یہ دُعا تعلیم فرما کر اُمّت کو آدابِ بندگی سکھا کر، اس روحانی بیوٹی پارلر میں سجا کر امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنی اُمت کو شانِ محبُوبیت کے ساتھ حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کا نُسخہ بتایا اور اللہ کے پیار کے قابل بنایا کہ جب تم اللہ کے سامنے کھڑے ہو تو محبُوب بن کر کھڑے ہو، محبُوب بن کر حاضر ہو، غیر محبوب نہ بنو تاکہ حق تعالیٰ کی محبّت کی نظر، پیار کی نظر، رحمت کی نظر تم پر پڑے تو مُتَطَہِّرِیْن کے کیا معنی ہوئے؟ تَطَھُّرْ، بَابِ تَفَعُّلْ سے ہے کہ اگر تم کو اپنے کو پاک رکھنے میں تکلیف بھی اُٹھانی پڑے تو تکلیف اُٹھانے میں پیچھے نہ رہنا۔

تکلیف اُلفت سے اُٹھاؤ۔ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کلفت اُٹھاتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے اُلفت ہے اور اُلفت کی برکت سے کلفت محسوس بھی نہیں ہوتی۔ پھر اس کا روزہ نماز بہت مزے دار ہو جاتا ہے، اس کو عبادات مزے دار معلوم ہوتی ہے۔

قرآن و حدیث کے ربط سے ایک علمِ عظیم

تو سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے اُمتی کو مولیٰ کے سامنے محبوب بنا کر پیش کر دیا تاکہ اس حالت میں ہم اللہ کے سامنے ہوں تو اللہ کا پیار نصیب ہو۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ کی دُعا میں محبوبیت کی کوئی دُعا نہیں ہے لیکن یہ دُعا ایسی ہے جس کا ربط قرآنِ پاک کی آیت اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ سے ہو رہا ہے کہ تَوَّاب اور مُتَطَھِّر اللہ کا محبوب ہو جائے گا لیکن مُتَطَھِّرِیْن بابِ تَفَعُّل سے فرمایا تاکہ اپنے کو گناہ سے بچانے میں، پاک رکھنے میں جو زخمِ حسرت لگے ہمارے اس زخمِ حسرت کو اللہ تعالیٰ نے اور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آسان فرما دیا کیوں کہ انسان کو جب انعام کا پتہ چل جاتا ہے تو مزدوری صرف آسان نہیں مزے دار ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے اور پاک رہنے پر اپنی عطائے محبّت کی مزدوری ارشاد فرما کر ہمارے لئے تَوَّابِیَّتْ کو اور تَطَھُّرْ کو مزے دار کر دیا۔ پاک صاف رہنا تُمھارے لئے اچھا ہے تاکہ تُمھاری اس ادا پر جب مولیٰ تمھیں پیار کرنے والا ہو تو کون اندھا اور ظالم ہے جو گُناہ اور ناپاکی میں آلودہ رہے۔ جب کھائیں محبّت

کا فالودہ تو کیوں رہیں ہم آلودہ ۔ لہٰذا گُناہوں سے بچنے اور نافرمانی سے پاک و صاف رہنے کی تکلیف اُٹھانے سے تم اتنے بڑے مولیٰ حق سبحانہ تعالیٰ کی محبُوبیّت اور پیار کے قابل ہو جاؤ گے۔ لیکن اس بَابِ تَفَعُّلْ کو دیکھو کہ اس میں کتنا لُطف ہے۔ عربی گرامر کا مزہ خشک مُلّا کو نہیں مل سکتا جب تک کسی اللہ والے کی صُحبت کا مزہ ایک زمانہ تک نہ اُٹھاتے۔ بتایئے آپ نے کتنا مدرسہ میں پڑھا لیکن یہاں بَابِ تَفَعُّلْ سے ترکِ معصیت میں کلفت اور تکلیف اُٹھانے کی طرف کبھی ذہن گیا تھا؟ آہ بس کیا کہوں ایسے علوم کی طرف بہت کم ذہن جاتا ہے کیونکہ گرامر پڑھتے تو ہیں مگر نفس کو نہیں گراتے ہیں۔ نمک کی کان میں گدھا اگر اپنے کو گرا دے اور مرے نہیں تو نمک کی کان میں، نمک کی صُحبت میں رہ کر بھی نمک نہیں بنے گا۔ گرامر کے معنی ہیں جب گدھا گرا اور مر گیا تب نمک بننا شروع ہو گا۔ جب تک سانس لیتا رہے گا گدھے کا گدھا ہی رہے گا۔ جن لوگوں نے شیخ کے سامنے فنائیتِ کاملہ حاصل نہیں کی وہ باوجود علم کے خام رہے، صاحبِ نسبت نہ ہو سکے لہٰذا اپنی شخصیّت کو مٹاؤ فنا فی الشیخ ہو جاؤ۔ پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔

دُعاءِ وُضو کی عاشقانہ حکمت

وُضو کے بعد یہ دُعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس لئے تعلیم فرمائی تاکہ بندوں کا باطن اور قلب بھی پاک ہو جائے کیوں کہ توبہ دِل کی طہارت کا نام ہے۔ پس وُضو سے ہاتھ پیر دھونا ہمارے اختیار میں تھا لیکن دِل تک ہمارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، دِل کو دھونا ہمارے اختیار میں نہیں تو جہاں بندہ کا اختیار نہ ہو وہاں دُعا کرنا

عبدیّت ہے کہ مانگ لو اے خدا! وضو کر لیا، ہاتھ پیر دھو لئے یعنی جسم کے اعضاء دھو لئے لیکن میرا ہاتھ میرے دِل تک نہیں پہنچ سکتا آپ اپنے کرم سے میرا دِل بھی دھو دیجئے کیوں کہ دل اگر پاک نہیں تو ظاہری پاکی کا اعتبار نہیں ہے۔ علامہ آلوسی تفسیر رُوح المعانی میں فرماتے ہیں کہ:

(فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الطَّھَارَۃِ طَھَارَۃُ الْاَسْرَارِ مِنْ دَنَسِ الْاَغْیَارِ)

اصل طہارت یہ ہے کہ دِل غیر اللہ سے پاک ہو جائے، جس کا گھر ہے وہی رہے۔ جب دِل پاک ہوتا ہے تو اللہ پاک ہے وہ پاک دِل میں آتا ہے یعنی تجلّی خاص سے متجلّی ہوتا ہے ورنہ جسم کی پاکی تو ہندو بھی کر سکتا ہے۔ ایک ہندو دریا میں کود گیا اور نہا لیا تو اس کا جسم نجاستِ حسیّہ سے پاک ہو گیا، پیشاب پاخانہ سب دُھل گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مومن کو ایک امتیازی شان عطا فرمائی ہے جو کسی کافر کو نصیب نہیں۔ دُشمنوں اور دوستوں میں کچھ فرق تو ہونا چاہیئے۔ دوستوں کو امتیازی ڈش دی جاتی ہے، امتیازی نعمت دی جاتی ہے۔ اس لئے طہارۃ الاسرار یعنی باطن کی پاکی، غیر اللہ سے قلب کی پاکی مومن کی شان ہے لہٰذا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایمان والوں کے لئے وضو کے بعد دُعا سکھائی کہ اب تمھیں اپنے مولیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے تو جس طرح سے ایک لڑکی اپنے شوہر کے پاس بن سنور کے جاتی ہے کہ میری پیشی اس حالت میں ہو کہ شوہر مجھے پسند کرلے کیوں کہ اُسی کے ساتھ ساری زندگی کا گذارا ہے، روٹی کپڑا مکان کا وہی سہارا ہے اور زندگی کا بیڑا شوہر کے ذریعہ ہی پار ہو گا لہٰذا اس کو سجا کر پیش کرتے ہیں جس کا نام جسمانی بیوٹی پارلر

ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس دُعا کے ذریعہ ہم کو روحانی بیوٹی پارلر عطا فرمایا ہے کہ تُمھارا جسم تو وُضو کے ذریعہ پاک ہو گیا، اَب تُمھارا دِل بھی غیر اللہ سے پاک ہو جائے تاکہ طہارتِ باطنی کے ساتھ، شانِ محبوبیت کی حالت میں اَپنے مولیٰ کے سامنے پیش ہو جاؤ کہ تمھیں اللہ تعالیٰ پیار کر لے۔ ماں باپ چاہتے ہیں کہ بیٹی کو داماد پیار کر لے، حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم چاہتے ہیں کہ بندہ کو مولیٰ پیار کر لے۔

وُضو کے وقت اہلُ اللہ کی خشیت

اکابر سے سُنا ہے کہ بعض بزرگوں پر وضو کرتے ہی خوف طاری ہو جاتا کہ اَب اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اس لئے وضو کرتے وقت گپ شپ کرنا، شور و غل کرنا ٹھیک نہیں ہے، یہ علامت اچھی نہیں ہے۔ وُضو خانے میں آوازیں سُنتا ہوں جیسے مچھلی بازار۔ جب وُضو شروع کرو اس وقت سے اللہ کی عظمت و ہیبت چہرے پر آجانی چاہیئے کیونکہ اس وُضو کے بعد ہم کو اپنے مولیٰ کے پاس کھڑا ہونا ہے، عظیمُ الشان مولیٰ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ خاموشی سے وضو کرو، جب شور و غل کرو گے تو وُضو کی دُعا کب پڑھو گے کیونکہ زبان تو مشغول ہو گئی فضولیات میں۔

وَسِّع لِیْ فِیْ دَارِیْ کے معنیٰ

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ دورانِ وُضو حدیث سے ایک ہی دُعا ثابت ہے۔

(اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ
وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ)

اے اللہ! میرے گُناہوں کو مُعاف فرما دیجئے اور میرا گھر بڑا بنا دیجئے اور میرے

رزق میں برکت عطا فرمائیے۔

وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ یعنی گھر کو وسیع بنانے کے دو معنی ہیں۔ایک تو یہ کہ ظاہری طور پر بڑا گھر ہو جائے اور دوسرے یہ کہ ہمارے گُناہوں کو مُعاف فرما دیجئے کہ گُناہوں سے ہمارے دِل میں اندھیرا ہے جس کی وجہ سے سارا عالم ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کا مصداق ہے۔گُناہگار اور مُجرم کو سارا عالم تنگ معلوم ہوتا ہے۔جیسے مِیرؔ صاحب کا شعر ہے۔

شبِ صحرا مہیب سناٹا
موت ہو جیسے زندگی پہ محیط
یا صدورِ گُناہ سے دِل کی
تنگ ہونے لگے فضائے بسیط

جب سارا عالم اس کو تنگ معلوم ہوتا ہے تو اس کو اپنا گھر کیسے بڑا معلوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَیں جس سے ناراض ہوتا ہوں تو میری ناراضگی تو عرش پہ ہوتی ہے مگر دو علامتوں سے دُنیا میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔

(۱) ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
پوری دُنیا اس کو اندھیری لگتی ہے اور اتنی لمبی چوڑی زمین تنگ معلوم ہونے لگتی ہے۔اس کا جینا جانوروں سے بھی زیادہ بدتر ہو جاتا ہے۔

(۲) وَضَاقَتْ عَلَیْھِمْ اَنْفُسُھُمْ
اور وہ اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہے۔

عظمتِ شیخ کا حق

(وعظ کے دوران خاص احباب میں سے ایک صاحب دوسری طرف دیکھنے لگے تو حضرت والا نے تنبیہ فرمائی کہ)

تقریر کے دوران کسی اَور طرف نہ دیکھا کرو۔ یہ بہت ہی تکلیف دہ بات ہے۔ جب تقریر کی جائے تو کسی اور طرف کیوں دیکھتے ہو۔ تم کو اپنے بابا سے، اپنے شیخ سے کام ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کو تُمھاری یہ اَدا پسند نہیں آئے گی۔ شیخ کی عظمت کی کمی کی یہ دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ الحمدللہ میں جب اَپنے شیخ کی بات سُنتا ہوں تو کِسی کو نہیں دیکھتا کہ کون کہاں بیٹھا ہُوا ہے۔

حال میں اَپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

اب بتاؤ یہ ادا شیخ کو پسند آسکتی ہے کہ شیخ تو آپ کی طرف متوجہ ہو اور آپ دوسری طرف دیکھ رہے ہوں۔ اس لِئے بزرگوں نے فرمایا بدنظری کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو آپ کو دیکھ رہے ہیں اور آپ اِدھر اُدھر زید اور بکر کو دیکھ رہے ہیں۔ اللہ چاہتے ہیں کہ بندہ بس مجُھے دیکھے۔ دیکھو جِسم کی حرکات و سکنات باطن کی غماز ہوتی ہیں۔ جتنا زیادہ شیخ سے تعلّق ہو گا اتنا زیادہ کسی کو کوئی نظر نہیں آئے گا۔ اگر مربّی سے صحیح اور قوی تعلق ہے تو اپنے مربّی ہی کی طرف دیکھے گا اور رہبر کے عِلاوہ زمین پر آپ کو کُچھ نظر نہ آنا چاہیئے جِس طرح حج کے زمانہ میں عورتیں اَپنے شوہر کا دامن پکڑے رہتی ہیں تاکہ گم نہ ہو جائیں۔ اس لِئے جب شیخ مُخاطب ہو تو اللہ کے لِئے کہتا ہوں کہ اگر کُچھ حاصِل کرنا ہے تو کسی طرف مَت دیکھو چاہے بادشاہ بھی بیٹھا ہو۔ شیخ کے سامنے بادشاہ کی کیا حقیقت ہے۔

جس کے دِل میں اپنے شیخ کی محبّت اور عظمت وقت کے سلاطین سے زیادہ نہ ہو تو سمجھ لیجئے یہ مرید عاشقِ صادق نہیں ہے۔

محبُوبیّت عنداللہ کے دوام کا طریقہ

تو وُضو کی دُعا کے متعلق اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ علمِ عظیم عطا فرمایا کہ مُتَطَہِّرِیْنَ بَابِ تَفَعُّلْ سے ہے یعنی تکلیف اُٹھا کر طہارت حاصل کرو، طہارتِ قلبیہ بھی طہارتِ قالبیہ بھی، دل بھی پاک ہو جسم بھی پاک ہو، تو اس کا فائدہ کیا ملے گا؟ تم چوبیس گھنٹے اللہ کے محبُوب رہو گے۔ یہ نہیں کہ وضو کے وقت یہ دُعا پڑھ لی اور نماز کے وقت تک پاک صاف رہے لیکن جب مارکیٹ گئے، کلفٹن گئے، الفنسٹن اسٹریٹ گئے تو نظر خراب کرلی اور تُمھاری طہارت متاثر ہوگئی تو جب طہارتِ باطنی سے اور توبہ کی برکت سے محبُوبیت میں جو جگہ ملی تھی جب بھی توبہ کے دائرہ سے اور طہارت کے دائرہ سے خروج اختیار کرو گے دائرہ محبوبیت سے بھی تُمھارا خروج ہو جائے گا، اس وقت گُناہ کی حالت میں تم اللہ کے پیارے نہیں رہو گے۔ دیکھا آپ نے طہارت اور توبہ کا یُحِبُّ سے کیا جوڑ لگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبُوب رکھتے ہیں جب تک تم دائرۂ توبہ سے اور دائرۂ طہارت سے خروج اختیار نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے مضارع استعمال فرمایا جو حال اور استقبال کے لئے ہوتا ہے یعنی زندگی بھر جب تک تم توبہ کرتے رہو گے تو ہماری محبُوبیت سے تُمھارا خروج اور (EXIT) نہیں ہو گا۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ کے علماء بیٹھے ہیں ان کی مادری زبان انگریزی ہے اِس لِئے تھوڑا سا انگریزی لفظ بول دیتا ہوں۔ تو آپ لوگ بتائیے آپ کیا چاہتے ہیں کہ

ہم ہر وقت اللہ تعالیٰ کے پیارے رہیں یا کبھی پیارے رہیں اور کبھی غیر پیارے رہیں، یعنی کبھی پیارے رہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ کے پیار سے محروم رہیں۔ تو جب پیار دائمی چاہتے ہیں تو یہ دونوں صفت اپنے اندر پیدا کر لیجئے۔

① تَوَّابِیْنَ کی ② مُتَطَہِّرِیْنَ کی

مُتَطَہِّرِیْنَ کے بارے میں مُفسرین لکھتے ہیں کہ یہاں مُراد طہارتِ باطنی اور طہارتِ قلب ہے کیوں کہ اصل طہارت یہ ہے کہ غیر اللہ سے ہمارا فاصلہ رہے کسی طرح سے بھی ہمارا قلب ایک اعشاریہ، ایک ڈگری بھی اللہ سے نہ ہٹے۔ جہاں ہٹنے کا اثر محسوس ہونے لگے اور دیکھے کہ کسی حسین کی طرف دل جھکا جا رہا ہے وہاں سے راہِ فرار اختیار کرو۔ جب تک اس کے ٹارگٹ اور اس کے محاذات سے آگے نہیں بڑھو گے تمہارے قلب کا قبلہ صحیح نہیں رہے گا۔ یہ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر ہے کہ غیر اللہ سے بھاگو اور غیر اللہ سے ہر وہ چیز مُراد ہے جس سے آپ کے قلب کا قبلہ متاثر ہو اور ایک اعشاریہ بھی اللہ سے دور ہو۔ جو دِل اللہ تعالیٰ سے ایک اعشاریہ بھی دور نہ ہو گا ایسے دِل کو اپنی ذاتِ پاک سے اللہ تعالیٰ ایسے چپٹا لیں گے کہ سارا عالم اُسے ایک اعشاریہ اپنی طرف مائل نہ کر سکے گا۔ بتاؤ یہ علمِ عظیم پیش کر رہا ہوں یا نہیں؟ جس کی قسمت میں اللہ کی محبّت ہوتی ہے وہ اپنے شیخ کی باتوں کو عظمت و محبّت سے سُنتا ہے آپ سارے عالم کی خانقاہوں میں پھر و پھر اس فقیر کی تقریر سُنو تو ان شاء اللہ تعالیٰ ثمّ ان شاء اللہ تعالیٰ محسوس کرو گے کہ بزرگوں کی نظر اس فقیر پر کیا اثر رکھتی ہے۔

استغفار اور توبہ کا فرق

اور توبہ کے متعلق ایک ضمنی سوال ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ استغفار کرو، بعض بزرگ کہتے ہیں کہ توبہ کرو۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی حکم دیئے ہیں کہ استغفار بھی کرو اور توبہ بھی کرو۔ سوال یہ ہے کہ توبہ اور استغفار ایک ہی چیز ہے یا دونوں میں فرق ہے؟ بتایئے کیسا سوال ہے۔ عام مسلمان اور عام اُمّتی اس کو ایک ہی سمجھتا ہے لیکن یہ ایک نہیں ہے۔ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ میں ان شاء اللہ کوئی چیز بلا دلیل نہیں پیش کروں گا۔ اس فقیر پر اللہ پاک کا کرم ہے، میرے اوپر اللہ کے کرم کا آفتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اپنے رب سے استغفار کرو، مغفرت مانگو ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ پھر توبہ بھی کرو۔ اگر توبہ و استغفار ایک ہی چیز ہے تو عطف کیوں داخل ہوا کیونکہ عطف کا داخل ہونا معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت کی دلیل ہے۔ اگر یہ ایک ہی چیز ہوتی تو عطف داخل ہی نہ ہوتا۔ علّامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہاں حرفِ عطف ثُمَّ کا نازل ہونا دلیل ہے کہ استغفار الگ چیز ہے اور توبہ الگ چیز ہے کیونکہ عطف کا قاعدہ کلیہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت لازم ہے۔ جیسے ایک آدمی کہے کہ روٹی اور سالن لاؤ اور وہ خالی روٹی لاتا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ سالن کیوں نہیں لائے تو کہتا ہے کہ روٹی اور سالن ایک چیز ہیں تو آپ کہیں گے کہ اگر ایک چیز تھی تو روٹی کے بعد اور کیوں لگایا، یہ حرف عطف مغائرت کو لازم کر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ روٹی اور سالن الگ الگ چیز ہے۔ لیجئے اردو میں بھی عربی نحو کا قاعدہ لگا دیا۔

اسی طرح استغفار اور توبہ ایک چیز نہیں ہے۔ تو استغفار اور توبہ میں کیا فرق ہے؟ استغفار کہتے ہیں کہ جن گناہوں کی وجہ سے ہم اللہ سے دُور ہو گئے، خُدا کے قُرب سے محروم ہو گئے اور ہماری حضوری دُوری میں تبدیل ہو گئی، منزلِ قرب سے منزلِ غضب میں جا پڑے تو اس دُوری کے غم اور عذاب کی وجہ سے ندامت کے ساتھ اپنی اس نالائقی سے مُعافی چاہنا یہ استغفار کا مفہوم ہے کہ آہ گُناہ کر کے ہم اپنے اللہ سے کیوں دور ہُوئے، نہ ہم گناہ کرتے نہ قُرب سے محروم ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ماضی کے گُناہوں پر ندامت سے مُعافی مانگنے کا نام استغفار ہے اور توبہ کیا ہے؟ توبہ کے معنی رجوع اِلَی اللّٰہ کے ہیں۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں لکھا ہے جو مشکوٰۃ کی عربی زبان میں شرح ہے گیارہ جلدوں میں کہ تَوَّابُوْنَ کے معنی رَجَّاعُوْنَ کے ہیں یعنی کثیر الرجوع اِلَی اللّٰہ جس کا ترجمہ میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ گناہ سے تم اللہ سے جتنی دُور ہو گئے تھے پھر اَپنے اللہ کے پاس واپس آجاؤ، اپنے مرکز اور مستقر سے بھاگ گئے تھے پھر منزلِ جاناں پر آجاؤ، منزلِ محبُوب پر آجاؤ، پھر منزلِ مولیٰ پر آجاؤ، پھر اَپنے قلب کو اللہ کے قدموں میں ڈال دو۔ خلاصہ یہ ہے کہ توبہ نام ہے اللہ کے پاس واپس لوٹ آنا، گناہوں کی وجہ سے جس مقامِ قُرب سے بندے دُور ہو گئے تھے پھر اسی مقام پر واپس لوٹ آنا۔ رجوع اِلَی اللّٰہ کا نام توبہ ہے کہ گُناہوں سے دُوری کو ندامت کے ساتھ حضُوری سے بدل کر یہ عزم کرنا کہ اے اللہ! آئندہ کبھی آپ کو ناراض نہیں کریں گے، آئندہ کبھی آپ سے دُور نہیں ہوں گے، آپ کے دامنِ رحمت سے چپٹ جائیں گے اور آپ کی آغوشِ رحمت میں

لپٹ جائیں گے۔ آپ کے قدموں میں سر رکھ دیں گے اور آئندہ ہمیشہ تقویٰ سے رہیں گے اور کبھی آپ کو ناراض نہیں کریں گے۔ اس کا نام توبہ ہے۔ اَب فرق معلوم ہوگیا؟ استغفار ماضی کی تلافی کرتا ہے اور توبہ عزم علی التقویٰ سے مُستقبل روشن کرتا ہے۔

لفظ تَوَّابِیْنَ کے نزول کی حکمت

اور اصطلاح میں تَوَّابِیْن کی تین قسمیں ہیں۔ محدثین کی شرح سے پیش کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تَوَّابِیْن کو محبُوب رکھتا ہے سوال یہ ہے کہ تائبین کیوں نہیں فرمایا۔ جواب یہ ہے کہ جب تم کثیر الخطا ہو تو تم کو کثیر التوبہ ہونا چاہیئے، جب تمھارا بُخار تیز ہے تو جیسا مرض ویسی دوا۔ جب تم نے خطائیں زیادہ کی ہیں تو زیادہ توبہ کرنے میں تم کو کیا رکاوٹ ہے؟ اسی لئے فرمایا کہ میں محبُوب رکھتا ہوں کثرت سے توبہ کرنے والوں کو کیونکہ جو کثیر الرجوع نہیں ہیں وہ ہماری جُدائی کا احساس بھی زیادہ نہیں رکھتے، وہ ہم سے کچُھ فاصلے بھی رکھتے ہیں۔ اِسی لِئے پریشانی میں ہیں اور اسی لِئے جلدی توبہ بھی نہیں کرتے کہ دو چار گناہ اور کرلیں، ہر بس اسٹاپ پر گُناہ کے مزے لُوٹ کر جائیں، پھر شام کو گھر آکر توبہ کرلیں گے کیوں کہ اگر ایک اسٹاپ پر توبہ کرلیں گے تو اگلے اسٹاپ پر مزہ کیسے ملے گا؟ بتاؤ یہ کس قدر کمینہ پن ہے اور تصوّف کی روح ہی نہیں ہے اس ظالم کے اندر۔ یہ حق تعالیٰ کی جُدائی پر صبر کرنے والا، حرام لذّت سے مزے اُڑانے والا، بہت ہی نامناسب مزاج رکھنے والا غیر شریفانہ ذوق رکھتا ہے۔

ولایتِ عامّہ اور ولایتِ خاصّہ

اب رجوع الی اللہ کی تین قسمیں ہیں اور جب شانِ محبوبیّت ہماری توبہ یعنی رجوع الی اللہ سے متعلق ہے تو محبوبیّت کی بھی تین قسمیں ہوجائیں گی، اللہ کے پیاروں کے تین قسمیں ہوجائیں گی۔ ایک عوامی پیار، کہ اللہ ہر مومن کو پیار دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

(اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا)

اللہ ہر ولی کو پیار کرتا ہے، ہر مومن کا ولی ہے۔

مگر یہ ولایت عامّہ ہے۔ جو تقویٰ سے رہتے ہیں وہ خاص ولی ہیں، ان کی دوستی کا معیار بلند ہوجاتا ہے، مومن متقی ولی خاص ہوتا ہے لیکن ہر مومن کو ولی فرمایا اگرچہ گناہگار ہو مگر میرے دائرۂ دوستی سے خارج نہیں ہے، بوجہ کلمہ اور ایمان کے کچھ نہ کچھ دوستی یعنی ولایتِ عامّہ تو حاصل ہے۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں تقویٰ شامل نہیں ہے۔ ولایتِ خاصّہ تقویٰ پر موقوف ہے جس کی دلیل اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ہے اور فرمایا:

(اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ)

فرماتے ہیں میری ولایت اور دوستی کا معیار اور علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اندھیروں سے نکالتا رہتا ہے فی الحال بھی اور مستقبل میں بھی۔ ظلمات جمع ہے اور نور واحد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اندھیرے کو جمع اور نور کو مفرد کیوں نازل فرمایا اس کی وجہ علامہ آلوسی سیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

(جَمَعَ الظُّلُمَاتِ لِكَثْرَةِ فُنُوْنِ الضَّلَال)

ظلمات کو جمع نازل فرمایا کیونکہ گمراہی کی بہت قسمیں ہیں۔ کُفر کی گمراہی اور ہے۔ فسق کی گمراہی اور ہے، زنا کی اور ہے، بدنظری کی اور ہے، تکبّر کی اور ہے۔ پس چونکہ گمراہی کی بے شمار طرحیں اور اقسام ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے ظلمات کو جمع نازل فرمایا اور نور کو واحد نازل فرمایا۔ لِوَحْدَةِ الْحَقِّ کیونکہ حق ایک ہوتا ہے۔

تو میں کہہ رہا تھا جتنی تَوَّابُوْنَ کی قسمیں ہوں گی توبہ کی بھی اتنی ہی قسمیں ہیں اور اتنی ہی محبُوبیت کی قسمیں لازمی ہو جائیں گی۔ تو اب سُنئے توبہ کی تین قسمیں ہیں۔

توبہ کی تین۳ قسمیں

① تَوْبَةُ الْعَوَام ② تَوْبَةُ الْخَوَاص
③ تَوْبَةُ اَخَصِّ الْخَوَاص۔

تو اللہ تعالےٰ کی محبُوبیّت کی بھی تین۳ قسمیں ہو جائیں گی۔

① محبُوبیّتِ عامّہ سے محبُوبِ عام ② محبُوبِ خاص
③ محبُوبِ اخص الخواص

یعنی اللہ کا پیار عوامی والا اور اللہ کا پیار علی الخواص اور اللہ کا پیار اخص الخواص والا یعنی اللہ کے پیارے پھر خاص پیارے پھر خاص میں بھی اخص الخواص۔ آپ لوگ اللہ تعالےٰ کا کون سا پیار چاہتے ہیں اخص الخواص والا، سب سے اعلیٰ والا یا یونہی معمولی؟ دیکھو ایک دن مرنا ہے۔ اگر اعلیٰ درجہ کے پیار کو نہیں پاؤ گے تو پچھتانا پڑے گا لہٰذا جس دُنیا پر مر رہے ہو اور جس کی وجہ سے اخص الخواص والا پیار حاصل نہیں کر رہے ہو کہ میں نہایت بزی (مصروف) ہوں تو سمجھ لو جن پر بزی ہو یہ سب

چھوٹنے والے ہیں بیوی ہو، بچّہ ہو، سموسہ ہو، پاپڑ بریانی ہو۔ مرنے کے بعد کوئی مُردہ سیٹھ ایسا ہے جو ایک قطرہ چاٹے یا مکھن کی ایک ڈلی نگل لے۔ مَیں ایک ہزار روپیہ اس کو انعام دوں گا اگر کوئی مُردہ مکھن کی ایک ٹکیہ نگل لے اور مُردہ تو لے گا نہیں اس کے وارث کو دوں گا۔

توبہ کی پہلی قسم

توبہ کی پہلی قِسم کا نام ہے۔
اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ اِلَى الطَّاعَةِ۔

توبۂ عوام یہ ہے کہ گُناہ چھوڑ دے اور اللہ کی فرماں برداری میں لگ جائے۔ مولانا عبدالحمید صاحب کا افریقہ سے فون آیا کہ یہاں دو سو معتکف ہمارے پاس ہیں اور جب مجلس کرتا ہوں تو تین سو ہو جاتے ہیں اور لکھنؤ تک کے عُلماء آتے ہُوئے ہیں، موزنبیق اور دوسرے مُلکوں کے علماء آئے ہُوتے ہیں اور میرے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہیں۔ کہنے لگے ڈرتا ہوں کہ دِل میں بڑائی نہ آجائے۔ مَیں نے کہا آپ شکر ادا کریں، تشکر اور تکبّر میں تضاد ہے۔ تشکر کریں گے تو اللہ کا قُرب ملے گا۔ تکبّر سے بُعد ہوتا ہے اور تشکّر سے قُرب ہوتا ہے اور بُعد اور قُرب میں تضاد ہے اور اجتماعِ ضدین محال ہے۔ یہ میرا ٹیلی فونک خطاب ہے۔ تکبر ہمیشہ ظالم اور احمق کو ہوتا ہے جو اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اللہ سے نظر ہٹ کر اپنی صِفت پر اس کی نظر آجاتی ہے۔ شکر سے اللہ کی صِفت قُرب اس کو عطا ہو تو ناممکن ہے کہ اس میں تکبر بھی آجائے چونکہ تکبر نام ہے بندہ کا اپنے مولیٰ سے غافل ہو کر اپنی کِسی صِفت پر نظر کرنا کہ میں ایسا ہوں اس لِئے دُوسروں سے برتر ہوں۔ جیسے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ آپ میرے محبُوب ہیں اور میں آپ کے حُسن وجمال پر

فِدا ہوں۔ اس کے بعد پھر آئینہ لے کر کہتا ہے کہ آپ کا تمام حسن و جمال اور شانِ کمال تسلیم مگر واہ رے میری ناک اور واہ رے میرا کتابی چہرہ اور واہ رے میری پتلی کمر جو ؎

کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے

کا مصداق ہے۔ ایسے عاشق کو محبوب بھی ایک جوتا مارے گا، کہے گا کہ تم مجھ پہ عاشق ہو تو میری خوبیوں سے نظر ہٹا کر اپنی خوبی کیوں دیکھتے ہو؟ تو مولیٰ سے نظر ہٹا کر اپنی خوبی دیکھنے والا احمق ہے اور احمق ہمیشہ متکبر ہوتا ہے۔

تو عوام کی توبہ کا نام ہے۔ اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَۃِ اِلَی الطَّاعَۃِ جو گناہوں کو چھوڑ کر فرماں بردار ہو گئے اور ان کی توبہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو محبوب بنا لیا یہ توبۃُ العوام ہے پس جو توبۃ العوام تک رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام لوگوں والا پیار اور محبّت ملے گی۔

توبہ کی دوسری قسم

اِس کے بعد توبۃُ الخواص ہے۔ وہ کیا ہے؟ اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَۃِ اِلَی الذِّکْرِ۔ یعنی فرمانبردار تو پہلے ہی تھے مگر اپنے شیخ کا بتایا ہوا ذکر و تلاوت سب بھول گئے تھے لیکن پھر چونکے اور دوبارہ اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ ذِکر کی قضا نہیں ہے ندامت کافی ہے۔ ذکر چھوٹ گیا تو اب پھر شروع کر دو، اللہ کی یاد سے پھر جان میں جان آ جائے گی ؎

مدّت کے بعد پھر تری یادوں کا سلسلہ
اِک جسمِ ناتواں کو توانائی دے گیا

اللہ کے ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے۔ اس بات کو یاد رکھو۔ میں نے جن کو سو بار

ذکر بتایا ہے اگر کسی دن بہت تھک گئے ہو تو دس دفعہ ہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
پڑھ لو اور دس مرتبہ اللّٰہ اللّٰہ کر لو۔ آپ کہیں گے دس سے کیا ہوگا۔ ایک
پر دس کا وعدہ ہے آپ کا سو پورا ہو جائے گا۔ بھئی دس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
اور دس دفعہ اللّٰہ اللّٰہ کرنا کیا مُشکل ہے لیکن ناغہ نہ کرو۔ آپ سفر پر جاتے ہیں،
جب کھانا نہیں کھاتے یا کھانا نہیں ملتا تو آپ ایک پیالی چائے بسکٹ لیتے
ہیں یا نہیں کہ کمزوری نہ ہو تو یہاں ایک پیالی چائے ایک بسکٹ آپ کو کمزوری
سے بچانے کے لئے کافی ہے اس لئے دس دفعہ اللّٰہ کا نام لے لو تاکہ روحانی
کمزوری تو نہ آئے بس دس دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ کر سو جاؤ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ
اے خُدا ہمارے جسم و قلب ناتواں کو اس طرح چپٹا لے کہ اگر ہم آپ کو بُھولنا
بھی چاہیں تو بھُول نہ سکیں ؂

بُھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو تعلّق مچھلی کو پانی سے ہے وہی اللّٰہ کے عاشقوں کو
اللّٰہ سے ہے۔ اگر چھوٹی مچھلی سے کہا جائے کہ دریا میں بڑے بڑے گھڑیال اور
مگرمچھ آتے ہوتے ہیں اور بڑی مچھلیاں بھی آئی ہوتی ہیں جو تم کو کھا جائیں گی لہٰذا
تم کچھ دِن خشکی پر گذار لو۔ پانی سے ہٹ کر ہمارا ایک ہٹ (HUT) ہے، ہمارے
ہٹ میں آجاؤ تو مچھلی کہے گی اگر ہم پانی سے ہٹ جائیں گے تو آپ کے ہٹ
میں رہنے کے قابل بھی ہم نہیں رہیں گے۔ پانی نہ رہے گا تو آپ کے ہٹ کو کیا
کریں گے، ہم تو زندگی ہی سے ہٹ جائیں گے۔ اگر مچھلی سے کوئی کہے کہ
پانی کے ساتھ گستاخی نہ کرو یہاں لیٹرین نہ بناؤ اور زیادہ ٹھنڈ میں مت پھرو کہیں

تم کو کھانسی نزلہ نہ ہو جائے تو مچھلی کہے گی اے اِنٹرنیشنل بے وقوف تم نے اپنی
زندگی میں کبھی مچھلی کو کھانستے دیکھا ہے اور اپنے باپ داداؤں سے بھی پوچھ لو
کہ کسی مچھلی کو کبھی کھانسی آئی ہے، کبھی شربتِ نزلہ زکام پلایا ہے اس کو۔ اب
رہ گیا بڑی مچھلیاں چھوٹی کو نِگل جائیں گی تو چاہے کچھ ہو، باہر تو موت یقینی ہے
اور یہاں موت یقینی نہیں ہے، ممکن ہے نہ نگلیں۔ لیکن پانی کے باہر یقینی موت کو
دیکھ کر ہم پانی سے نہیں نکلیں گے۔ اسی طرح اللہ کا دریائے قُرب مومن کی حیات
ہے اور دریائے قرب سے باہر گُناہ میں یقینی موت ہے اس لئے گُناہ سے
بچنے میں ساری زندگی بے کیف اور پریشان رہنا یہ پریشانی ہماری حیات کا سبب
ہے اور اللہ کی رحمت کے نزول کا سبب ہے اور گُناہ کرنے سے سکون اور
لذّت یہ اللہ کی لعنت کا ذریعہ ہے لٰہذا ہم گُناہ کی لعنت نہیں لیں گے ؎

نہ دیکھیں گے نہ دیکھیں گے انہیں ہرگز نہ دیکھیں گے
کہ جِن کو دیکھنے سے رب مرا ناراض ہوتا ہے

گُجراتی کے پاس گجراتی شیطان ہوتا ہے اور عرب کے پاس عرب شیطان۔ جِس
مُلک کا اِنسان ہوتا ہے اسی مُلک کا شیطان بھی ہوتا ہے لٰہذا گجراتی سے کہتا ہے
کہ دیکھو تُمھارے اسٹور میں وہ لڑکی ہے تم کو بہت مجا (مزہ) آئے گا ایک نظر
دیکھ تو لو کہ اللہ نے کیا ڈیزائن بنایا ہے۔ ایک صاحِب نے لکھا کہ میں حسینوں
کو دیکھ کر اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہُوں کہ واہ رے اللہ کیا شان ہے آپ کی!
لٰہذا دُنیا کے جتنے حسین ہیں یہ سب آئینۂ جمالِ خُداوندی ہیں ان کے آئینہ
میں اللہ کا جمال دیکھتا ہُوں۔ حکیمُ الامّتؒ نے کیا جواب لکھا کہ آئینہ ہونا تسلیم

مگر یہ آتشی آئینے میں جل کر خاک ہو جاؤ گے ، نہ تم رہو گے نہ تمھارا ایمان رہے گا۔ لہٰذا تقویٰ سے رہو ، تقویٰ سے رہنے میں جو مصائب آئیں انھیں لبیک کہو۔ اللہ کا وعدہ ہے:

(وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا)[1]

جو اللہ سے ڈر کر رہتا ہے ، گناہ سے بچتا ہے اللہ اس کے کام کو آسان کر دیتے ہیں۔

اہلُ اللہ کے کاموں میں آسانی کا راز

اب جو بات کہنا چاہتا ہوں شاید کسی تفسیر میں پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں اور دوستوں کے مشکل کام کو کیوں آسان کر دیتے ہیں اس کا کیا راز ہے تو راز سنئے۔ ایک دوست ہمارے پاس یا آپ کے پاس روزانہ آتا ہے ، تھوڑی دیر بیٹھتا ہے۔ چھ مہینے تک آیا پھر آنا بند کر دیا تو آپ اپنا آدمی بھیجتے ہیں کہ دیکھو کیا بات ہے ، نہ معلوم کس مشکل میں مبتلا ہو گیا ہے تو اس کا آنا آپ کو پیارا اور محبوب تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ کسی مقدمہ میں پھنس گیا ہے تو اگر آپ مال دار ہیں تو فوراً کہیں گے کہ مقدمہ لڑو ، وکیل کا خرچہ ہم دیں گے۔ جو کچھ آپ کے اختیار میں ہو گا آپ اس کو نجات دلائیں گے اور کہیں گے کہ تم آیا کرو تمھارا مشکل کام ہم ان شاء اللہ تعالیٰ آسان کر دیں گے۔ تمھارے نہ آنے سے مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بندہ روزانہ اللہ کو یاد کرتا ہے لیکن پھر کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے اور ذکر ناغہ کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو تلاش کرتی ہے اور اس کے مشکل کاموں کو آسان کر دیتی ہے۔ پیاسے

---

[1] سورة الطلاق ایت ۴

اگر پانی کو ڈھونڈتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔ ہم تنہا نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں پیار کرتے ہیں تبھی تو ہم ان کو پیار کرتے ہیں۔

یُحِبُّھُمْ کی تقدیم کی وجہ

محبّت دونوں جانب سے ہے لیکن یُحِبُّھُمْ پہلے ہے یُحِبُّوْنَہٗ

بعد میں ہے۔ تنہا بندہ اللہ سے پیار نہیں کرتا، پہلے اللہ اپنے بندہ سے پیار کرتے ہیں۔ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ اس کی دلیل ہے اور اپنی محبّت کو مقدم کر کے بتا دیا کہ اے صحابہ تم جو محبت کرتے کرتے اپنی جانیں دے رہے ہو، مُجھ پر قُربان ہو، قبر میں اُتر رہے ہو یہ کوئی تمھارا کمال نہیں ہے بلکہ یہ میری محبّت کا فیضان ہے۔ یہاں تفسیر روح المعانی کا جُملہ نقل کرتا ہوں کہ یُحِبُّھُمْ کو کیوں مقدم فرمایا، اللہ اپنی محبّت کو پہلے کیوں بیان کر رہے ہیں صحابہؓ کی محبت کو بعد میں بیان کر رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ علّامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہے لِیَعْلَمُوْا اَنَّھُمْ یُحِبُّوْنَ رَبَّھُمْ بِفَیْضَانِ مَحَبَّۃِ رَبِّھِمْ تاکہ صحابہؓ جان لیں کہ ان کی محبت جو ان کو اپنے رب کے ساتھ ہے یہ دراصل ان کے رب کی محبّت کے فیضان سے ہے چونکہ اللہ تعالےٰ ان سے محبّت کرتے ہیں اس لئے یہ اللہ سے محبّت کر رہے ہیں اور آگے فرمایا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یہ میرا فضل ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے رجوع جسمانی بھی ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے رجوع باطنی بھی ہے۔ لہٰذا محبّت میں جب ترقی محسوس کرو تو سمجھ لو کہ یہ مالک کا فضل ہے۔

فضل کے ایک اور معنیٰ

اور روزی کو بھی اللہ تعالےٰ نے فضل فرمایا:

(وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ)

جُمعہ کی نماز ہو گئی اَب جاؤ مارکیٹ دُکان کھول سکتے ہو، دُکان کھولنا جائز ہے لہٰذا جاؤ اور اللہ کے فضل سے کُچھ حاصل کر لو، بہت بڑا مالدار بننے کی کوشش مت کرو، اَپنی ضروریات بھر کما لو جس سے تمُہارا گذارہ ہو جائے، یہ نہیں کہ ساری دُنیا تم ہی سمیٹ کے بیٹھ جاؤ، اِتنا زیادہ بزی نہ ہونا کہ نماز ہی غائب کر دو تو فضل یہاں بھی ہے اور مسجد سے نِکلتے وقت بھی فضل کا سوال ہے:

(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)

کہ اے اللہ مسجد میں روحانی طور پر تو غذا ہم نے حاصِل کر لی:

(ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ)[1]

مگر آپ نے پیٹ بھی تو بنایا ہے اَب ہم کو چائے انڈا مکھن بھی دے دیجئے۔ فضل سے مُراد یہاں رزق ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ کے متعلّق علومِ نافعہ

اور مسجد میں داخِل ہونے کی دُعا:

(اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)

اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

تو یہاں مُراد کون سی رحمت ہے؟ نماز معراج المؤمنین ہے اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب معراج عطا ہُوئی تو حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اَپنی عبادت پیش کی اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ میری تمام قلبی عبادت اَے اللہ آپ کے لِئے خاص ہے

---

[1] سُورہ المائدہ آیت ۵۴

وَالصَّلَوَاتُ اور بدنی عبادت بھی آپ کے لِئے خاص ہے وَالطَّیِّبَاتُ اور مالی عبادت بھی آپ کے لِئے خاص ہے۔ تو معراج کے وقت جب اللہ کے پاس حاضِر ہُوئے تین قسم کی عبادات نبی نے پیش کی ہیں اور نبی کہاں سے پیش کرتے اللہ نے سکھایا کہ یہ کہو تو اللہ نے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو سکھایا اور حضُور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہم کو سکھایا کہ التَّحِیَّاتُ قلبی عبادات وَالصَّلَوَاتُ بدنی عبادت وَالطَّیِّبَاتُ مالی عبادت سب اے خدا آپ پر فِدا ہیں تو اللہ تعالےٰ نے تین عبادات سکھائیں اور اس اَدائے بندگی پر تین قسم کی عطائے خواجگی ہے۔ وہ کیا ہے؟

(اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ)

اے نبی تم نے پہلی عبادت قلبی مُجھ پر فِدا کی تو میری طرف سے پہلا انعام میرا سلام لے لو اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اس لِئے کہہ رہا ہوں کہ آپ ہمیشہ سلامت رہیں گے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ کبھی سلامتی ہو کبھی نہ ہو، میں دائمی سلامتی دیتا ہوں۔ آپ ہمیشہ سلامت رہیں گے کیونکہ خیر کے بدلے میں خیر ملی اور اس کے بعد آپ کی بدنی عبادت پر کیا ملے گا وَرَحْمَةُ اللهِ نماز آپ کی بدنی عبادت ہے لہٰذا بدنی عبادت پر میری رحمت ہے کیونکہ آپ نے اپنے جسم کو ہماری عبادت میں لگا دیا، ہم آپ کی اَدائے بندگی دیکھ رہے ہیں کہ کبھی قیام میں آپ ہمارے سامنے کھڑے ہیں، کبھی رکوع میں جُھک رہے ہیں کبھی سجدے میں سر رکھ کر مُجھ پر فِدا ہو رہے ہیں لہٰذا آپ پر رحمت کی بارش عطا کروں گا۔ وہی رحمت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہم کو دی کہ جب تم مسجد کو جاؤ تو نماز

تمھاری معراج ہے لہٰذا تمھارے نبی نے جو رحمت پائی ہے میری رحمت نہیں چاہتی کہ میرا اُمّتی محروم رہے بلکہ چاہتا ہوں کہ یہ رحمت میری اُمّت بھی پا جائے لہٰذا مسجد میں داخلہ کے وقت اس نبیٔ رحمت ﷺ نے سکھا دیا کہ کہو:

(اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)

بدنی عبادت کے بعد جو مالی عبادت آپ نے پیش کی کہ وَالطَّيِّبَاتُ اَے اللہ میرا سب مال آپ پر فِدا ہو اس پہ میری طرف سے انعام ہوگا وَبَرَكَاتُهٗ دیکھئے قلبی عبادت پر سلامتی مُفرد ہے، بدنی عبادت پر رحمت مُفرد ہے مگر مالی عبادت پر برکت مُفرد نہیں بَرَكَاتُهٗ فرمایا جو برکت کی جمع ہے اور برکت کے معنی کیا ہیں؟ فیضانِ رحمتِ الٰہیّہ یہ برکت کی تعریف ہے کہ اَے بندے تو نے ہم پر مال خرچ کیا لیکن ہماری طرف سے تجھ پر برکت نہیں بلکہ برکات، بے شمار رحمتیں نازل ہوں گی اور جِس پر میری رحمتیں نازل ہوں تو اس کے کیا کہنے، اس کے گردے فیل نہیں ہوں گے، ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا پڑے گا، ہر بلا سے میں اسے بچاؤں گا۔ میرے نام کی کرامت اور ہے۔

نزولِ برکت کی علامت

آہ ابھی ایک علمِ عظیم عطا ہوا کہ تم کو کیسے معلوم ہو کہ میرے نام کی برکتیں نازل ہو رہی ہیں اگر تُمھارا مال سینما پر وی سی آر پر اور میری کسی نافرمانی میں خرچ نہیں ہو رہا ہے تو سمجھ لو میری برکت آگئی ہے۔ میری رحمت جس مال پر ہو وہ مال نافرمانی میں کیسے خرچ ہو سکتا ہے؟ جِس مال پر میرے نام کی برکت ہوگی وہ مُجھ پر خرچ ہوگا، میرے دین کی اقامت پر، دین کی اشاعت پر خرچ ہوگا۔ آؤ دین پر جان مال خرچ کرو، میں

بُلاتا ہوں ؎

(مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللہِ)

اور میرے ساتھ سارے عالم میں چلو پھر دیکھو کہ اللہ کے نام میں کیا مزہ ہے؟ اور اللہ کتنا پیارا ہے؟ بھول جاؤ گے اے سلاطین تم اپنے تخت و تاج کو اور بھول جاؤ گے لیلائے کائنات کو اور کہو گے کہ تمہارے نمک میں کیا رکھا ہے۔ کتنی ہی من چاہی لیلائے کائنات کو کوئی سیٹھ صاحب ایک لاکھ ڈالر دے کر اپنی گود میں بیٹھائے ہوئے ہیں کہ اس کے رقیب ڈاکٹر نے پہلے ہی اس لیلائے کائنات کو موشن (Motion) کی دَوا دے دی تھی کہ سیٹھ صاحب کی گود ہی میں اس کو کئی موشن ہو گئے اور اب ہوا تڑاتڑ نکل رہی ہے۔ ایسی فانی اَور غلاظت و نجاست کے حامل اَفراد پر مرنا کتنا گدھا پن اور خباثت ہے؟ مرنا ہے تو مولیٰ پر مرو جو سارے عالم کی لیلاؤں کا نمک تمہارے دِل میں گھول دے گا اور مہر بھی دینا نہیں پڑے گا، روٹی کپڑا امکان بھی نہیں دینا پڑے گا اور تم پر غُسل بھی واجب نہیں ہو گا مگر محبّت سے جب ایک اللہ کہو گے سارے عالم کی لیلاؤں کا نمک دِل میں وہ اللہ گھول دے گا کیونکہ جب مولیٰ دِل میں آئے گا تو اپنی تخلیقی صِفت نمک بھی ساتھ لائے گا، دِل میں سارے عالم کے سموسے آ جائیں گے گجراتیو! جب مولیٰ دِل میں آئے گا یعنی متجلّی ہو گا تو سارے عالم کے سموسوں کی لذتیں اَپنے قلب میں پا جاؤ گے صِرف دونوں جہان ہی نہیں پاؤ گے، اگر دونوں جہان ہی پایا تو کیا پایا، اَرے دونوں جہان سے بڑھ کر مزہ پاؤ گے۔ اللہ کے برابر دونوں جہان ہو سکتے ہیں؟ میرا شعر ہے ؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دِل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

تو توبۃ العوام میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا عام پیار ملے گا اور توبۃ الخواص میں خواص کا پیار ملے گا۔ اب ایک درجہ اور رہ گیا ہے اخص الخواص کا یعنی دُودھ سے مکھن، مکھن سے گھی۔ تو اب گھی نکال رہا ہوں۔ پہلے دُودھ تھا، اس کی ملائی بنائی، ملائی سے پھر مکھن، مکھن سے پھر گھی۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم اللہ کے عام پیارے بنیں، اس کے بعد پیاروں میں خاص پیارے بنیں پھر خاصوں میں خاص بن جائیں۔ ہم کس لِئے پیدا ہُوئے ہیں؟ کیا ان حسینوں پر مرنے کے لِئے جن کی صُورت بگڑنے کے بعد بڑے بڑے عاشقوں کو بھاگتے دیکھا ہے۔ وہ معشوق کہتا ہے کہ کیا بات ہے آپ تو مجھے بہت دیکھا کرتے تھے تو کہتے ہیں کہ اب وہ بات نہیں رہی۔ تالاب تو وہی ہے لیکن جس پانی پر میں مرا تھا وہ پانی نہیں رہا۔ (اس مقام پر اچانک فرمایا کہ میر صاحب بتاؤ عظیم مضمون ہے یا نہیں۔ میر صاحب نے جواب عرض کیا تو فرمایا دیکھئے میر صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ آج تو آپ نے مُردوں کو زندہ کر دیا۔ جامع)

اللہ کے نام کا بے مثل مزہ کون پاتا ہے؟

مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ کا نام دردِ محبّت سے سیکھ لو اور گُناہوں کے ملیریا کا عِلاج کر لو کیوں کہ جسمانی ملیریا میں صفراویّت بڑھ جاتی ہے تو بریانی اور شامی کباب کا مزہ نہیں آتا۔ جِن کو گُناہوں کا ملیریا ہے، جو پیشاب پاخانے کے مقامات سے مانوس ہیں تو اللہ کی محبّت کا ذوق ان کی سمجھ میں نہیں آتا اِس

لیے مَیں کہتا ہوں کہ ایک اللہ دردِ دل، دردِ محبّت سے کہو گے پہلے گُناہ سے بچ جاؤ تو اللہ کے نام میں وہ مزہ پاؤ گے کہ لذّتِ دوجہاں کو بُھول جاؤ گے جیسے پہلے کپڑے سے پیشاب پاخانہ دھولو پھر عُود کے عطر کا مزہ آئے گا۔ اللہ کے نام کا اگر مزہ لینا ہے تو غیر اللہ سے قلب کو پاک کر لو، اللہ والوں کے ساتھ رہو، تقویٰ حاصل کرو، ایک سانس بھی اللہ کے خلاف نہ لو پھر جب متقی قلب سے تعلّق مع اللہ کے ساتھ اللہ کہو گے تو پتہ چلے گا کہ اللہ کے نام میں کیا مزہ ہے؟ مَولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ جب مَیں اللہ کہتا ہوں تو جیسے میری روح میں کوئی شکر گھول دیتا ہے اور فرماتے ہیں میرے بال بال میں شہد کا دریا بہہ جاتا ہے۔ جو اللہ حوروں کو حُسن دے سکتا ہے، لیلاؤں کو نمک دے سکتا ہے، سموسہ پاپڑ میں لذّت دے سکتا ہے وہ اللہ جب دِل میں متجلّی ہوتا ہے تو دونوں جہان کی لذّت کا کیپسول دِل میں آتا ہے۔ کیپسول میں دو حصّہ ہوتا ہے ایک نیچے اور دوسرا اوپر۔ نیچے دُنیا ہے اوپر آخرت ہے تو جب اللہ دِل میں آئے گا تو دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ وہ دل پائے گا کیونکہ خالق و مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔ خالقِ جنّت اور جنّت کا مزہ برابر نہیں ہو سکتا۔ تو میں آپ کو دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر لذت کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔ آہ مَیں نے آپ سے نہیں کہا کہ آدھی رات کو جا کر قبرستان میں چِلّہ کھینچو، دریا میں اترو۔ ہم تو آپ سے یہ کہتے ہیں کہ دونوں جہان کی لذتوں سے بڑھ کر مزہ لینے کے لِئے آجاؤ، عِشقِ خدا کے مدرسہ میں داخلہ لے لو۔ بس اللہ سے محبّت ہو جائے، جب اللہ پیارا ہو گا تو ان کا ہر حکم خود ہی مانو گے۔ پھر نماز روزہ کے لِئے کہنا نہیں پڑے گا۔

اللہ اتنا پیارا ہے کہ جب وہ دِل میں آئے گا اور دِل اللہ پر فِدا ہو گا تو جسم ظالم کیوں نہ فِدا ہو گا۔ جسم تابع ہے دِل کے، جب دل اللہ پر فِدا ہو گیا تو نماز بھی پڑھیں گے، روزہ بھی رکھیں گے، اللہ کو ناراض نہیں کریں گے جان بھی دے دیں گے شہادت بھی قبول کرلیں گے۔

توبہ کی تیسری قسم

آخر میں سب سے پیارا درجہ اخصّ الخواص کا ہے جن کو اولیائے صِدّیقین کہتے ہیں۔ تو اخصّ الخواص کی توبہ کیا ہے؟

(اَلرُّجُوعُ مِنَ الْغَیْبَۃِ اِلَی الْحُضُوْرِ)

جو ایک لمحہ اَپنے دِل کو اللہ سے غائب نہ ہونے دے، ہر وقت قلب کو اللہ کے سامنے رکھے۔ جب اِدھر اُدھر ہو فوراً ٹھیک کرلے۔ ان کا رجوع گُناہ سے نہیں ہوتا، گناہ سے تو وہ عموماً محفوظ کر دیئے جاتے ہیں بس کبھی دِل پر کُچھ غبار سا، کُچھ حجاب سا آگیا اس غبار کو ہٹا کر وہ دل کو اللہ تعالیٰ کے محاذات میں لے آتے ہیں۔

توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ رجوع کے لفظ کا اطلاق جب ہوتا ہے جب کوئی اپنے گھر سے باہر نکل جائے پھر لوٹ آئے تو اللہ کے قُرب کی منزل سے دور ہوتا لیکن پھر نادم ہو کر منزلِ قُرب پر واپس لوٹ آنا اس کا نام رجوع الی اللہ ہے، توبہ ہے۔ معلوم ہوا کہ توبہ کی فرضیّت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ کبھی کبھی اللہ کے قُرب سے ہمارا خروج ہو گا، شیطان و نفس کبھی ہم کو اللہ سے دُور کردیں گے لہٰذا جلد لوٹ آؤ۔ اب اس لوٹنے کی تین قسمیں ہیں جو ابھی بیان ہوگئیں۔ اللہ کی طرف سے جیسا جس پر یُحِبُّ کا ظُہور ہو گا ویسی ہی اس کی توبہ ہوگی۔ عوام

پر اللہ کی شان محبوبیت عام ہے، خاص پر خاص ہے اخص الخواص پر اعلیٰ درجہ کی محبوبیت اور پیار ہے جس پر میں نے ایک شعر بھی کہا ہے ؎

از لبِ نادیدہ صد بوسہ رسید

من چہ گویم روح چہ لذّت چشید

اللہ تعالیٰ کے عاشق اپنی نظر کو حسینوں سے بچا کر زخمِ حسرت کھاتے ہیں اور خونِ آرزو کرتے ہیں اس مجاہدہ کی برکت سے ان کی جان اللہ کے پیار کی وہ لذّت محسوس کرتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ وہی لوگ ہیں جو حوصلے میں ہیجڑے اور مخنّث نہیں ہوتے۔ اپنے بازِ شاہی سے شاہ بازی سیکھتے ہیں اور بازِ شاہی کون ہے؟ شیخ ہے۔ اس سے شاہ بازی سیکھتے ہیں، حسینوں کے محاذات سے ہٹ جاتے ہیں، دیکھنا تو درکنار اس کے ٹارگٹ اور محاذات میں نہیں رہتے کیونکہ میگنٹ ادھر بھی ہے اس کے سامنے رہیں گے تو اندیشہ ہے کہ کھنچ جائیں گے ایک میگنٹ دوسرے کو کھینچتا ہے لہٰذا فوراً اس کے ٹارگٹ اور محاذات سے آگے بڑھ جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اٹھنی اور میگنٹ کو سامنے کرو تو اٹھنی پھنستی جاتی ہے اور اگر زیادہ نزدیک کیا تو میگنٹ سے چپٹ جاتی ہے لیکن اگر اس اٹھنی کو جلدی سے گذار دو تو میگنٹ کے دائرۂ کشش سے اس کا خروج ہو گیا اب اس سے نقصان کم ہو گا۔ جب کوئی حسین سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ[1] آہستہ مت چلو اللہ کے پاس بھاگ کر جاؤ مگر کتنا بھاگو؟ اتنا بھاگو کہ اللہ کو دِل میں پا جاؤ، مولیٰ کے پاس جا کر لپٹ جاؤ، سجدے میں پڑ جاؤ۔ اللہ ایسا پیارا ہے جو اُن سے چپٹتا ہے سارا عالم اسے لپٹاتا ہے۔ دیکھو

---

[1] سورۃ الذاریات ایت ۵۰

اگر کوئی پانی میں کرنٹ چھوڑ دے تو اس پانی کو مت چھوؤ، کرنٹ لگ جائے گا لیکن اللہ والوں سے مُصافحہ کرنے سے مت ڈرو۔ ان پر اللہ کی معیّت کی بجلی ہے۔ یہ وہ کرنٹ ہے جو حیات عطا کرتا ہے دُنیا کا کرنٹ موت دیتا ہے دُنیاوی بجلی کا اگر کرنٹ لگ جائے تو موت آتی ہے لیکن اللہ والوں پر جو جذب کی تجلّی ہے ان سے مُصافحہ کرنا، ان کے پاس بیٹھنا ان کو دیکھنا ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور جذب کا ذریعہ ہو جائے گا۔ مولانا رومی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیب کی منڈی میں سیب مت خریدو، باغ میں چلے جاؤ۔ منڈی میں خراب سیب بھی ہوتے ہیں لیکن باغ میں تازہ سیب ملیں گے۔ باغ میں سوتے بھی رہو گے تو سیب کی خوشبو سے ہی دماغ تازہ ہو جائے گا۔ یہ اللہ والے اللہ کی محبّت کے باغ ہیں۔ اللہ والوں کے یہاں پڑے ہوئے سوتے بھی رہو تو اللہ والوں کا نور ہوا کے ذریعہ تمھارے اندر جاتا رہے گا۔ اس لئے بڑے بڑے عبادت گذار اس مقام تک نہیں پہنچے جو اللہ والوں کی صُحبت میں رہنے والوں کو مِل گیا۔ حاجی امداد اللہ صاحبؒ ہمارے دادا پیر فرماتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیہ کو سو برس کی تہجد سے وہ قرب نہ ملتا جو چند دن شمس تبریزیؒ کے پاس بیٹھنے سے مِل گیا۔ دوسرے یہ کہ اب کوئی قیامت تک صحابی نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدا دیدہ آنکھوں کی پیغمبرانہ نسبت سے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اتنے بڑے ہائی پاور بلب تھے کہ اب قیامت تک کسی کو ویسا بلب نہیں مل سکتا۔ جو شخص ایک کروڑ پاور کا بلب دیکھ لے اور بلب بھی ایسا کہ اس جیسا قیامت تک دوسرا بلب نہ پیدا ہو تو اس بلب کے دیکھنے والوں کے برابر بھی کوئی نہیں ہو سکتا لہٰذا

قیامت تک کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی ادنیٰ صحابی رضی اللہ عنہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

اَب اللہ سے دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اَپنے فضل وکرم سے ہم سب کو وہ دردِ دل عطا فرمادے جو آپ اخصّ الخصواص کو دیتے ہیں اور اختؔر اَور ہم سب بہت اعلیٰ قسم کی ڈش مانگ رہے ہیں تو اے خُدا اخص الخواص اولیائے صِدّیقین کی جو آخری سرحد ہے ہم سب کو اور پورے عالم کو بلا استحقاق عطا فرمادیں۔ ہماری دُنیا بھی بنادیجئے اور آخرت بھی بنادیجئے ہم دُنیا بھی چاہتے ہیں اور آخرت بھی چاہتے ہیں مگر آپ کی محبّت سب پر غالب چاہتے ہیں۔ آپ کی محبّت کے مقابلہ میں دونوں جہاں ہمارے سامنے نہ رہیں سب سے زیادہ اَپنی محبّت کو ہم پر غالب فرمادیجئے اور جو نہیں مانگا بلا مانگے ہم بھک منگوں کو دونوں جہان عطا فرمادیجئے ہماری جھولیوں میں دونوں جہان کی نعمتیں بھر دیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

ہمارے دَرد کو یارب تو دردِ مُعتبر کر دے
ہمارے سر کو ہر لمحہ تو وقفِ سنگِ در کر دے

مری آہوں کو لُطفِ خاص سے تو با اثر کر دے
کرم سے میری جانِ بے خبر کو باخبر کر دے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختؔر صاحب دامت برکاتہم